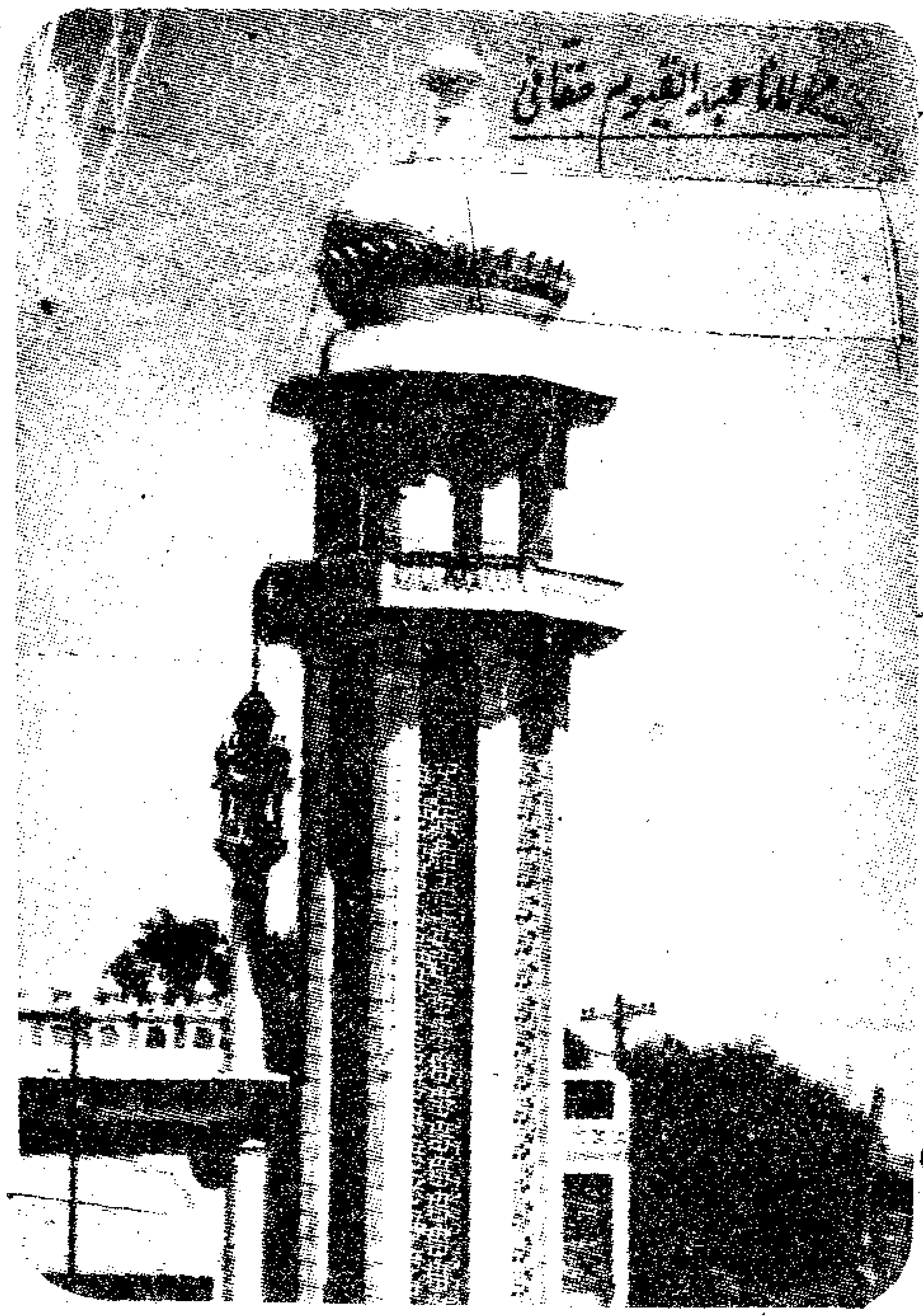

جہادِ افغانستان

اور

دارالعلوم حقانیہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور زعماء جہاد کے بعض مجالس کی جھلکیاں

جب سے جہادِ افغانستان شروع ہوا ہے۔ تب سے حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ کے ہاں افغان مجاہدین، ان کے قائدین اور وفود حاضر ہوتے رہتے ہیں جن میں سے بیشتر حضرت مدظلہ کے تلامذہ اور خاص متوسلین اور فضلاء حقانیہ ہیں۔ جہاد، میدانِ جنگ، مجاہدین، مہاجرین ملکی و سیاسی مسائل اور دیگر اہم امور میں حضرت اقدس سے تبادلہ خیالات کرتے اور دعائیں لیتے ہیں۔ اور بعض مجالس کے اہم نکات کو کبھی کبھی نوٹ کر لیتا ہوں۔ حال ہی میں (جنوری ۱۹۸۳ء) مجاہدین کی مرکزی قیادت کے تین بڑے وفد آئے اور حضرت اقدس سے تبادلہ خیالات کیا۔ احقر نے وہ مذاکرہ اور بات چیت اسی وقت قلم بند کر لی جس کا قابلِ اشاعت حصہ پیشِ خدمت ہے۔ اس کے علاوہ بھی احقر نے حضرت اقدس کی کئی مجالس محفوظ کر لی ہیں جو آئندہ "مجالس الحق" کے عنوان سے انشاء اللہ پیش کئے جاتے رہیں گے۔

موجودہ مجالسی گفتگو سے جہاد افغانستان کے کئی اہم گوشوں پر براہ راست اور چشم دید ذرائع سے روشنی پڑ رہی ہے اس لئے نذرِ قارئین ہے۔

(عبدالقیوم حقانی)

حضرت مدظلہ کے پاس آنے والے ان مجاہدین زعماء میں سب وہی لوگ تھے جو اس وقت روسی جارحیت سے برسرپیکار ہیں۔ سب متشرع، سنت کے مطابق داڑھیاں۔ افغانی طرز کا مخصوص لباس، پُرہیبت دستار، مجاہدانہ عظمت اور وقار کبھی ظاہراً اور کبھی خفیہ نہایت جدید آتشیں اسلحہ سے لیس، ارد گرد رائفل بردار محافظین کی جھرمٹ، گویا جیسے

شہدائے بالاکوٹ کی روحیں پھر سے مجسم بن کر میدانِ کارزار میں وارد ہوئی ہیں اُن کے چہروں پر نور اور دل نور ایمان سے معمور تھے۔

سب ایک رنگ میں رنگے ہوئے، ایک سانچے میں ڈھلے ہوئے، اللہ کے لئے جان دینے والے، شریعت پر جینے اور مرنے والے، جہاد کے نشہ میں سرشار، متقی و عبادت گذار، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سید احمد شہیدؒ کے قافلہ کے سپاہی ہیں جو جنگ کے محاذوں پر دشمن سے لڑ لڑ کر اب حد درجہ بے تابانہ اشتیاق سے زیارت و ملاقات اور آگاہی حالات کی غرض سے اپنے امیر سے ملنے آئے ہیں۔ حضرت اقدس مدظلہ بھی معزز مہمانوں کا پرجوش استقبال فرماتے رہے۔ باوجود کمزوری، نقاہت اور شدتِ ضعف کے دو آدمیوں کے سہارے کھڑے ہو کر اللہ کے دین کے ان سپاہیوں سے فرداً فرداً پرتپاک انداز سے سینہ بسینہ ملتے رہے۔ دارالعلوم حقانیہ کے دفتر اہتمام میں ان کی ضیافتیں کیں اور پہلے وفد کی آمد (۱۰ رجنوری) کے موقعہ پر ارشاد فرمایا۔

حضرت شیخ :۔ ہمارے آقا سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۵۴ سال کی عمر کے بعد زندگی میں ۱۱ غزوات میں خود شرکت فرمائی اور ۵۶ سرایا کو اپنی نگرانی میں اہم جہات پر بھیجا۔ اہل اسلام کے لئے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کا رہنما اصول موجود ہے۔

کافی عرصہ سے اور غالباً سید احمد شہیدؒ کے زمانہ سے جہاد بالسیف عملاً ختم ہو چکا تھا اور ہمارے اپنے علماء طبقہ میں بھی اس سلسلہ میں حد درجہ سستی اور تساہل آ گیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں اور بالخصوص آپ علماء حضرات پر بہت بڑا حسان فرمایا۔ کہ اپنے دین کی نصرت کے لئے روسی جارحیت کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا۔

آپ حضرات علماء ہیں۔ آپ کا خلوص، مخلصانہ ولولۂ جہاد اور میدانِ جہاد میں سرفروشانہ کردار، حقیقتاً پورے اہل اسلام کے لئے حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے۔ گو آپ کے مقابلہ میں دشمن بڑا طاقت ور مسلح، غدار اور عیار اور مکار ہے۔ مگر انشاء اللہ دشمن کو ضرور شکست فاش ہوگی۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم اور اس سے پہلے بھی نظیر میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

یہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے ارکان علماء، مدرسین، فضلاء اور طلباء، مجاہدین افغانستان کے ادنیٰ غلام اور خادم ہیں۔ اور ہم باری تعالیٰ کے حد درجہ شکر گزار ہیں کہ آج واقعۃً عملی طور پر بھی ہمارے حقانی فضلاء اور طلباء چترال سے لے کر کوئٹہ تک جہاد افغانستان میں عملاً آپ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔

ایک مجاہد :۔ وفد کے ایک ساتھی آگے بڑھے۔ یہ مولانا عبدالستار صدیق صاحب تھے جو بڑے جید عالم اور انوار المدارس کے فاضل ہیں نے عرض کی!

حضرت! ہم سب دارالعلوم حقانیہ کو اپنی تربیت گاہ سمجھتے ہیں اور ہمارا یقین ہے دارالعلوم حقانیہ عملاً بھی اپنے

نام کا مصداق ہے۔

حضرت شیخ :- آج کل تو سخت سردی پڑ رہی ہے۔ برف بھی پڑی ہوگی۔ دوسری طرف دشمن بھی طاقت ور ہے۔ اور مجاہدین کے ہاں تو بظاہر، ظاہری اسباب اور وسائل بھی بہت کم بلکہ مفقود ہیں۔ تو ۔۔۔۔

ایک مجاہد :- حضرت! اس کے باوجود دشمن کے ہر حملے کا نتیجہ صفر واقع ہو رہا ہے۔ دشمن مجاہدین کے ٹھکانوں کو تاک میں رکھتا ہے۔ اور ان کے ٹھکانوں پر ہر وقت بمباری جاری رہتی ہے۔ بمباری سے آگ بھڑک اٹھتی ہے اور دشمن کو یقین ہو جاتا ہے کہ اس مورچہ میں جس قدر مجاہدین ہیں سب ہلاک ہو گئے ہیں۔ مگر باری تعالیٰ ہماری حفاظت فرماتا ہے جس پر دشمن بھی حیران ہو کے رہ جاتا ہے۔ کہ کل کو پھر مجاہدین اپنے انہی ٹھکانوں میں محفوظ اموجود اور دشمن سے مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں۔

حضرت شیخ :- یہ آئے دن جو آپ کی اطلاعات آتی رہتی ہیں کہ دشمن کے بعض افراد مجاہدین سے مل رہے ہیں اور ۔۔۔۔۔۔

ایک معزز عالم دین :- خلقی لوگ جو اپنا عقیدہ بدل چکے ہیں وہ مجاہدین کا ساتھ نہیں دیتے اور اگر کبھی شامل بھی ہو جائیں تو جلد ہی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسے لوگ دھوکہ اور جاسوسی کی غرض سے آتے ہیں تاہم ایسے افراد بحمد اللہ چھپے نہیں رہتے جلد پہچان لئے جاتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو سہواً اور غلط فہمی سے دشمن کے ساتھ لگ گئے ہیں، ایسے لوگ جوق در جوق آتے ہیں اور مجاہدین کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں اور الحمد للہ کہ مجاہدین دونوں قسم کے لوگوں میں جلد امتیاز کر لیتے ہیں۔

حضرت شیخ :- حضرت نور المشائخ کے متعلق بھی کچھ معلوم ہوا ہے؟

قائد وفد :- نہیں۔ ان کا کچھ بھی علم نہیں۔ ان کی زندگی اور موت کا کچھ بھی پتہ نہ لگ سکا۔ مشائخ اور علماء کی عام گرفتاریاں تو ترکئی کے انقلاب سے تاحال حد درجہ ظالمانہ انداز اور دہشت گری سے جاری ہیں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے (خدا نہ کرے) وہ شہید ہو چکے ہیں (کیونکہ ان کی زندگی کی قوم اور ملک وملت کو اشد ضرورت ہے) کیونکہ جو بھی ایک مرتبہ گرفتار ہوا ہے پھر اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں ہے۔ یا دشمن نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔

۱۲ر جنوری ۸۳ء :- کیا دیکھتا ہوں کہ آج پھر مجاہدین افغانستان کی مرکزی قیادت کا ایک دوسرا بہت بڑا وفد جس میں علماء ومشائخ، مختلف جنگی محاذوں کے قائدین اور کئی حقانی فضلاء بھی شامل ہیں۔ سب ادب وقار سے دو زانو بیٹھے اور ہمہ تن گوش ہو کر حضرت اقدس کے ارشادات سن رہے ہیں۔

حضرت شیخ :- آپ حضرات کو خداوند قدوس نے روسی دشمن کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا ہے۔ آپ کا یہ عظیم جہاد

نہ صرف افغانستان اور پاکستان کے لئے، بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے حفاظت کا ایک زبردست قلعہ ہے۔ اگر آپ حضرات، اسلامی جہاد کی صورت میں، عزم و استقلال کے ساتھ اس خونی دشمن کا مقابلہ کرتے تو آج یقیناً آپ کا یہ دارالعلوم حقانیہ بھی طالبانِ علوم نبوت کی درسگاہ ہونے کے بجائے، گھوڑوں کا اصطبل بن چکا ہوتا۔ جیسا کہ سمرقند اور بخارا، ایک زمانہ میں، علوم اسلامیہ کا مرکز تھے مگر آج روسی استبداد کی وجہ سے وہاں کے دینی مدارس اور مساجد حیوانات کے اصطبل بن چکے ہیں۔

ویسے تو خداوند قدوس اپنے دین کا خود محافظ ہے اور جس سے چاہتا ہے حفاظت لے لیتا ہے۔ مگر آج باری تعالیٰ اپنے پیارے دین کی حفاظت کا کام جہاد کی صورت میں آپ علماء حضرات سے لے رہا ہے۔ آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ مجاہدین کی قیادت بھی کر رہے ہیں اور دوسری طرف سپاہیانہ کردار بھی ادا کر رہے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ حالیہ جہاد افغانستان میں، قیادت بھی علماء کے ہاتھ میں، میدان میں سپاہیانہ مقابلہ بھی علماء کر رہے ہیں — ویسے عام عوام، جنہیں علم اور اہل علم کی صحبت اور ہم نشینی بہت کم حاصل ہوتی ہے عام طور پر ایسے بڑے اور عظیم جہاد میں شرکت اور قربانیوں کی سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ اور آپ حضرات خوب جانتے ہیں کیونکہ آپ اس میدان میں اتر چکے ہیں کہ بعض اوقات مجاہدین کو عام عوام کا قلبی تعاون بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

قائد وفد:۔ اس کے بعد وفد کے قائد نے تمام ارکان کی طرف سے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی۔

مخترما! ہمارا یہ وفد جو خدمت اقدس میں حاضر ہے اس میں بڑے اور عظیم مشائخ بھی ہیں۔ علماء اور مدرس بھی ہیں اور میدانِ جنگ کے مختلف محاذوں کے قائد اور رہنما بھی۔ ہمیں کل حضرت العلامہ مولانا عبدالحلیم صاحب زروبوی (صدر المدرس دارالعلوم حقانیہ) کی وفات کی اطلاع ہوئی، حد درجہ صدمہ ہوا۔ ان کی وفات سے آپ کو اور دارالعلوم حقانیہ کو جو صدمہ پہنچا ہے ہم بھی اس میں آپ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ آپ کا وجود اقدس خداوند قدوس کے نزدیک برکت کا احساس ہے۔ افغانستان کے تمام علماء اور علوم دینیہ کے طلبا (جن کی تعداد تقریباً ۵ لاکھ ہے) آپ سب کی عقیدت اور خلوص و محبت کا مرکز ہیں۔

آپ ہی کے وجود مسعود سے اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم حقانیہ کو وجود دیا۔ افغانستان میں علماء کی اکثریت، دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کی ہے۔ افغانستان کے سب علماء کا عقیدہ اور نظریہ وہی ہے جو دارالعلوم حقانیہ کے مشائخ اور اکابر اساتذہ کا ہے۔ ہم سب فکر و نظر کے لحاظ سے ایک ہیں۔

یہ جہاد، جس میں ہمدردیاں، تعاون اور پرخلوص دعائیں جس طرح ہمارا ساتھ دے رہی ہیں ہم سے کسی طرح بھی پوشیدہ نہیں ہیں۔ آپ کی پرخلوص دعاؤں سے ہمیں میدان کارزار میں زبردست کمک حاصل ہو جاتی ہے یہ بجا ہے کہ گذشتہ دور میں ہمارے افغانستان کے علماء سیاسی میدان میں نہیں اترے اور نہ ہی اترنا ضروری سمجھتے تھے۔

اور یہ بھی صحیح ہے کہ وہاں کے علماء نے قوم کی کوئی سیاسی خدمت نہیں کی۔ البتہ افغانستان کے علماء نے یہ کام ضرور کیا کہ وہاں کے عوام کا ایک خاص ذہن بنایا اور ان کے ذہنوں میں دین کی عظمت بٹھائی جس کا نتیجہ آج دنیا دیکھ رہی ہے۔ کہ روس جو عالمی طاقت بن چکا ہے۔ آج دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اس کے مقابلہ کی جرأت نہیں کرسکتی اس کے مقابلہ میں افغان مجاہدین نکل آئے ہیں۔ وہاں کے علماء ہی کی عظیم خدمت ہے کہ غریب نہتے عوام کا روس کی عظیم طاقت کے ساتھ نہتے ہاتھوں جہاد جاری ہے۔

حضرت! افغانستان کے علماء کا بھی یہی عقیدہ ہے یہ حالیہ جہاد صرف افغانستان کے لئے نہیں بلکہ عالم اسلام کے تحفظ کا جہاد ہے۔ ہمارے اس جہاد کا اصل سرچشمہ علماء دیوبند اور دارالعلوم حقانیہ ہیں۔ ہمارے ہاں کے اکثر علماء دارالعلوم حقانیہ کے فاضل ہیں۔ میدانِ جنگ میں بھی حقانی فضلاء جس انداز سے جرأت و کردار کا مظاہرہ کرتے ہیں ایک دنیا ورطۂ حیرت میں ڈوب کے رہ جاتی ہے۔ حقانی فضلاء کا وہاں کے عوام پر بھی زبردست اثر ہے۔ حقانی فضلاء جدھر بھی رخ کرتے ہیں اور جہاں بھی ہوتے ہیں ان کے چہروں سے حقانیت کا نور ٹپکتا ہے۔ یہ سب آپ کی دعاؤں کی برکات ہیں ہمارے اس جہاد کا اصل مرکز آپ کا وجود گرامی ہے جس کی صحت اور بقا کے لئے ہم ہر وقت دعاگو رہتے ہیں۔

حضرت! ہم سے حاضر ہونے میں جو قدرے تاخیر ہو جاتی ہے۔ اس کی معذرت چاہتے ہیں۔ ہمارے حالات کے پیش نظر امید ہے کہ ہمارے اس قصور کو معاف فرمائیں گے۔

ہم آپ کی مجلس اور اس میں بیٹھنے کو حقیقت یقین کرتے ہیں اور اس کے لئے بے تاب رہتے ہیں۔ لیکن کیا کریں ادھر بھی ذمہ داریاں ہیں، مصروفیات ہیں، جہاد، مہاجرین کی نگہداشت، شہداء کی تجہیز و تکفین اور معاشی ضروریات اسلحہ کی کمی، ملکی وغیر ملکی مسائل اور سیاسی مسائل اور اس نوعیت کے کئی عوارض ہیں جن کی بنا پر یہاں حاضری میں کوتاہی ہو جاتی ہے۔

اس موقع پر حضرت اقدس کی آنکھیں اشکبار اور چہرہ پر حد درجہ تفکر اور اضطراب کی سی کیفیت طاری تھی

حضرت شیخ :۔ میں اپنی نجات اور اپنی فلاح و کامیابی کے لئے افغان مجاہدین کی غلامی پر فخر محسوس کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا ایمان تب محفوظ ہے جب اللہ رب العزت آپ مجاہدین حضرات کے خدام میں ہمارا شمار کرلے۔

ہم جب دارالعلوم دیوبند میں تھے غالباً وہ زمانہ افغانستان میں امیر امان اللہ خان کے اقتدار کا تھا تو دیوبند کے مشائخ اور اساتذہ نے وہاں دیوبند سے حریت اور آزادی کا نعرہ بلند کیا۔ افغانستان میں اپنے تلامذہ بھیجے اور وہاں سے آنے والے طلبا کو آزادی کا سبق پڑھایا۔ ہم میں اگرچہ وہ ہمت نہیں رہی اور نہ ہی اس عظیم منصب کے اہل ہیں تاہم علماء دیوبند کی غلامی اور کفش برداری پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے جو حریت آزادی اور جہاد کا سبق پڑھایا ہے اس پر جان دینا عین ایمان سمجھتے ہیں اور یہی بات طلباء سے بھی کہتا رہتا ہوں۔ اس وقت

بھی ہمارے دارالعلوم حقانیہ میں افغانستان کے نصف سے زائد طلبا تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جب سے جہاد شروع ہوا ہے تب سے دارالعلوم حقانیہ نے بھی افغان طلبا اور ان کے علاوہ جہاد میں شرکت کرنے والے تمام طلبا سے داخلے، حاضری اور آنے جانے پر ہر قسم کی پابندیاں ختم کر دی ہیں۔ طلبا کی جماعتیں جاتی ہیں جو ماہ دو ماہ اور اس سے بھی زائد جہاد میں شریک ہو کر جب واپس آتی ہیں تو دوسری جماعتیں روانہ ہو جاتی ہیں۔ ہم نے ایسے طلبا سے یہ بھی کہہ رکھا ہے کہ تمہارے قضا شدہ اسباق کا ہم انتظام کر دیں گے تم خوب دل جمعی سے مصروف جہاد رہو۔

اے کاش! بڑھاپا، کمزوری، ضعف، اور نابینائی اور یہاں کی اہم ذمہ داریاں مانع نہ ہوتیں۔ کاش! مجاہدین کے ساتھ میدان جنگ میں شانہ بشانہ لڑتا، بس اب تو یہی تمنا رہ گئی ہے۔

قائد وفد :- حضرت! یہ سب مجاہدین اور ان کے قائدین آپ کے ہاتھوں کے لگائے ہوئے درخت ہیں اس جہاد کی بنیاد بھی حقیقت میں آپ نے اور آپ کے مخلص تلامذہ نے رکھی ہے۔

ایک مجاہد :- حضرت! ہم تو دیکھ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ میدان جہاد میں جہاں بھی ایک عالم دین ہوتا ہے، آپ کے مدرسہ کے طلبا، تو وہاں لڑائی میں بھی خوب جوش رہتا ہے۔ لڑنے میں بھی مزہ آتا ہے اور الحمدللہ کہ غلبہ بھی مجاہدین کو حاصل رہتا ہے۔ اور جب بعض اوقات بڑے بڑے علماء یا محاذ جنگ کے قائدین سے کوئی شہید ہوتا ہے تو دل کو دھچکا بھی خوب ....

حضرت شیخ :- جی ہاں! غزوہ احد میں بھی جب بڑے بڑے صحابہ کرام شہید ہوئے تو مسلمانوں کو اس سے طبعی رنج اور پریشانی لاحق ہوئی تو اللہ رب العزت نے ان کی تسکین قلب کے لئے وحی نازل فرمائی

ویتخذ منکم شہداء (الآیۃ)

یعنی یہاں خدا تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں اولیاء ہوں، اتقیا ہوں، علماء ہوں۔ وہاں یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس امت میں شہداء بھی ہوں۔ شہادت بھی امت ہی کی فضیلت کا باعث ہے۔ خداوند تعالیٰ اپنے جس بندے کا مقام اور رتبہ بلند کرنا چاہتے ہیں تو اسے مقام شہادت سے نوازتے ہیں۔ اللہ والوں کو شہادت سے مزید بلند ہمتی حاصل ہوتی ہے پست ہمتی نہیں۔ اگر مادی وسائل اور ظاہری اسباب پر نظر ڈالی جائے تو محض عقل یہی کہتی ہے کہ اب مجاہدین کو فنا ہو جانا چاہئے تھا اور تحت الاسباب کسی مجاہد کا وجود بھی نظر نہ آتا۔ مگر باری تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ مجاہدین حضرات کی زبردست نصرت فرما رہا ہے۔

ہمارے ایک فاضل نے جو میدانِ جہاد سے ایک روز ملنے آئے تھے، بتایا کہ ایک روز میدان جہاد میں شام کو میں نے اپنے اللہ کے حضور دعا کی کہ یا اللہ! میرے پاس اسلحہ وغیرہ تو کچھ نہیں اور اگر کچھ ہے تو وہ صرف یہ عصا ہے جسے میں ہاتھ میں تھامے ہوئے ہوں۔ میرے اللہ تو قادر کریم ذات ہے۔ میرے اللہ! تو اپنی قدرت کاملہ سے اس

عصا کو مشین گن بنا دے۔ جب رات کافی بیت گئی اور ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ روسی فوج نشہ میں دھت ہو کر سو گئی۔ جو مجھ سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر تھی۔ میں تنہا خدا کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے روسی فوج کے قریب جا پہنچا۔ اور بڑی آہستگی سے سوتے ہوئے روسی سپاہی سے مشین کھسکا لی۔ اور پھر خداوند تعالیٰ نے اسی وقت یہ ہمت دی کہ دشمن کی اسی مشین سے وہاں پڑے ہوئے تمام روسی فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ میں نے شام کے وقت خدا کے حضور جو دعا کی تھی وہ اس طرح قبول ہوئی۔ فللّٰہ الحمد۔ اور جیسا کہ روایات میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کسی رفیق کے لئے میدان جہاد میں دعا کی تو باری تعالیٰ نے اس کے ہاتھ کی چھڑی کو تلوار بنا دیا۔ آج بعینہٖ وہی کرامات اور اللہ رب العزت کی غیبی نصرتیں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ مجاہدین کی لکڑیاں بھی تلواریں بن رہی ہیں۔

حضرت شیخ نے فرمایا۔ آزادیٔ فلسطین کا مسئلہ بارہ سال سے چل رہا ہے پچیس لاکھ یہودی ہیں اور ان کے مقابلہ میں ۱۲ کروڑ عرب، مگر وہاں جہاد افغانستان کے مقابلہ کا جہاد نہیں ہو رہا۔ بلکہ فلسطین کا جہاد افغان جہاد کی نسبت عشر عشیر بھی نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جہاد افغانستان میں قیادت علماء کے ہاتھ میں ہے اور خود علماء کرام میدان جنگ میں اترے ہوئے ہیں اور دشمن سے جنگ کر رہے ہیں۔ افغان جہاد میں جو شجاعت و استقامت اور فتح و نصرت آپ کو نظر آتی ہے یہ سب علماء کے وجود کی برکتیں ہیں اور ان کی جنگ خالص نظریاتی، اسلامی اور خدا کے لئے ہے جب کہ دوسری طرف فلسطین میں قیادت ایسے ہاتھوں میں ہے جو خود مغرب زدہ، اسلامی تعلیمات اور ان کی روح سے ناآشنا، اسلامی جہاد اور اس کے اصولوں سے بے خبر ہیں اس لئے فلسطین میں کامیابی کے لئے، کامیابی کا سب سے پہلا زینہ یہی ہے کہ وہاں کے مجاہدین اولاً اپنے اندر اسلامی انقلاب پیدا کریں، اسلامی تہذیب اختیار کریں اور وہاں کے علماء بھی اس ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے، خدا کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے بے خوف، وخطر میدان میں کود پڑیں۔ آپ حضرات نے مجھ پر بہت بڑا احسان کرتے ہیں جو یہاں تشریف لاتے ہیں اور میری بھی یہی تمنا رہتی ہے کہ آپ حضرات سے زیارت و ملاقات کی سعادت حاصل کروں۔

افغان مجاہدین کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا:۔
جب دشمن سے مقابلہ ہو تو مٹھی میں کنکریاں لے کر '' وشاہت الوجوہ '' کہتے ہوئے دشمن کی طرف پھینکیں اور اس وقت اس آیت کا وظیفہ جاری رکھیں۔

وجعلنا من بین ایدیھم سدا ومن خلفھم سدا فاغشینٰھم فھم لایبصرون۔ (الآیۃ)

انشاء اللہ خالق باری تعالیٰ دشمنوں کو اندھا کر دے گا اور تمہاری پھینکی ہوئی کنکریاں دشمن کے لئے بارود اور ایٹم بم ثابت ہوں گی۔

(جاری ہے)